

نشری اصناف کے فروغ میں رسائل و جرائد کا کردار

افشاں وحید

ریسرچ اسکالر شعبہ بلوچی جامعہ بلوچستان

tcartsbA:

In this research work some new techniques are being published about nonfiction especially on letter writings inshaiya and reportage in Balochi literature in Balochi history there is nonfiction in this research paper there is the main characteristics however, the magazines are very important in publishing nonfiction material this nice piece of work appreciated in research.

منتخب لفظیات:

ڈرامہ، نثر، تجربہ کاری، نئی سوچ، مین الاقوامی، رشنہ، تحقیقی، سیاسی

تعارف:

بلوچی جدید ادب کا باقاعدہ آغاز ماہنامہ ”اوامان“ کی طباعت کے ساتھ ہی شروع ہوتا ہے، بیشتر نظری اصناف اسی رسائل کی طباعت کے ساتھ ہی فروغ پاتے ہیں طبع زاد افسانے کے ساتھ تراجم کی روایت بھی ساتھ ہی سامنے آئی۔ ۱۹۵۶ء میں آزاد جمالي دینی کے ادارت میں شائع ہونے

ماہنامے ”بلوچی“ سے بلوچی نشر کو ترقی کے موقع میسر آئے۔ عروج ملی۔ اس تحقیقی مقالے میں بلوچی نثر کے فروغ میں انہی رسائل و جرائد کے کردار کا جائزہ لیا گا ہے۔

بلوچی زبان کو باقاعدہ تحریری صورت ریڈیو پاکستان کراچی ۱۹۳۹ء کی بلوچی نشریات سے ملی، ریڈیو پاکستان کی بلوچی نشریات میں فیچر، نیوز اور دوسری نظری اصناف نشر کیئے جاتے تھے۔ اس سلسلے میں بلوچی زبان

کے با بغہ روزگار شخصیت سید ہاشمی کا بنیادی کردار رہا ہے۔ انہوں نے شعوری کو شش کرتے ہوئے بلوچی نثر کے فروغ میں کافی جدوجہد کی ہے۔ اس سلسلے میں وہ قطر از ہیں:

”جب میں کراچی آ کر ریڈ یوپاکستان سے منسلک ہو گیا تو
ریڈ یوکے ذریعے زبان کو ترقی دینے کے لیے کوشش رہا،
چنانچہ بلوچی پروگراموں کو تشکیل دینے میں نظری
ادب کو بڑھانے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں
ہر موضوعات پر مضامین، ڈائلگ فیچر وغیرہ کا انتظام
کیا۔“

(ہاشمی: ۱۹۸۶، ۲۲۵)

اس بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بلوچی ادب کا نیا دور ریڈ یوپاکستان کراچی کے ابداء سے ہوئی۔ اور سید ہاشمی کے ساتھ دوسرے ادیبوں کی کوشش بھی تھی کہ ادب کے نثری پہلو پر اب کام ہونا چاہیے۔ اس دوران یعنی ۱۹۷۹ء میں محمد حسن تاج نے ریڈ یوکے لیئے چند ڈرامے بھی لکھے ہیں جن میں ”ایاز دوست“، ”ہوٹل گوات“ شامل ہیں۔

(محمد حسن تاج: ۱۹۸۹، ۷)

ریڈ یوپاکستان کراچی کے بعد بلوچی نثری ادب کو خیر محمد ندوی کے مہنامہ رسالہ ”اومان“ نے جلاجذبی جو 1951ء میں پہلی بار چھپی تھی۔ اومان کے دو حصے تھے اردو اور بلوچی۔ یہ پہلا مہنامہ تھا جہاں کچھ افسانے اور تبصرے شروعاتی دور میں چھپے تھے۔ اس مہنامے میں زیادہ تر توجہ افسانوں پر مرکوز رہی اور زیادہ سے زیادہ افسانہ نویس لکھاری اس طرف مائل ہوئے اور یہ دیکھ کر ”اومان“ میں پہلی دفعہ 1959ء میں افسانوں کا نمبر کا اجراء کیا گیا۔

”اومان“ کے دس سالہ سفر میں بہت سے افسانے شائع ہوئے۔ ادارے کی طرف سے نثر اور افسانے کی طرف

خصوصی توجہ دی گئی، نئی بینکی بلوچی زبان میں
متعارف کرائے گئے۔ ہر شمارے میں افسانے شامل کئے
گئے، طبع ذات افسانوں کے ساتھ دیگر بڑی زبانوں کے
اہم افسانوں کے تراجم بھی شائع کئے گئے، جس سے
بلوچی افسانہ نگار نئی بینکی و طرز نگارش سے
آشنا ہوئے۔“

(طاہر، محمد خان: ۲۰۱۵، ۳۲)

شروع ہی سے بلوچی نشری ادب میں افسانوں کی طرف رجحان زیادہ دیکھا جاسکتا ہے دوسری جانب بہت سے دوسری زبانوں کے افسانے بھی بلوچی میں ترجمے کئے گئے۔

”اومن“ رسالے کی ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ اس میں ایک طرف تو بلوچی کے افسانے لکھے جا رہے تھے اور دوسری طرف دوسری زبانوں کے افسانے ترجمہ ہو رہے تھے جیسا کہ میکسم گور کی کافسانہ ”پشومنیں زال“ کے نام سے عبدالصمد امیری نے ترجمہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ بہت سے مضامین بھی اسی ماہنامے میں شائع ہوئے اور نئے لکھاریوں کو ایک بڑا موقع فراہم ہو رہا تھا۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہونی چاہیے کہ تنقید کا پہلا مضمون بھی اومن ہی میں پچھپی تھی جو ”حقیقتِ شاعری“ کے نام سے ۱۹۵۱ میں شائع ہوئی تھی۔

”اومن بلوچی، ہماولی تاک زانگ بیت کہ آئی،
تاکدیماں بلوچی، اولی آزمائک“ بے وفا“ کہ ماسٹر حسن
تاج، نہشته کنگ میں ۱۹۵۱ء چاپ، ٹنگ بوگ، بلوچی
، اولی رجانک میکسم گور کی، ”پشومنیں زال“ کہ آئی،
رجانکار عبدالصمد امیری، انتہا تاک اومن،
مارچ ۱۹۵۲ء تاک، چاپ، ٹنگ بوگ، چہ ایشاں
ایڈ بلوچی، اولی شرگداری نہشته کہ حقیقت

شاعری ناماء اپریل ۱۹۵۱ء اولان چاپ بوگت
آعبدالحق آفاق نہشتر کرتگ۔“

(حکیم، طاہر: ۲۰۱۳: ۱۵۰)

بلوچی نشری ادب کے فروغ میں دوسرماہنامہ ”بلوچی“ تھا جہاں افسانے، تنقید، ترجمے کے علاوہ مضامین بھی شائع ہوتے رہیں ہیں۔ یہ ماہنامہ پہلی بار آزاد جمالدینی کی سربراہی میں ۱۹۵۲ء کو جون کے مہینے میں شائع ہوئی۔

آزاد جمالدینی کا یہ ماہنامہ نہ صرف بلوچی ادبی صحافت کے میدان میں سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے بلکہ بلوچی نشری اصناف کے فروغ میں بنیادی کردار کا حامل رہا ہے جس میں مضامین، افسانے، ترجم، تنقیدی مضامین اور تبصرے شائع ہوتے رہے ہیں۔ جس سے نئے لکھنے والوں کو حوصلہ افزائی ہوئی بلکہ نشری اصناف کو چینے کے موقع میسر آئے۔
(ایضًا: ۲۰، ۱۵۱)

ماہنامہ بلوچی میں پہلی بار کچھ غیر افسانوی ادب پر بھی چند ایک مضامین چھپے تھے جن میں کالم نویسی، روپ تاثر، خاکہ نویسی وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۹۸۱ء کے بلوچی ماہنامے میں اسکی تاریخ کے بارے میں یوں لکھا گیا ہے کہ

”تاریخ ماں انگریزی اہمتری گوشنٹ۔ اے شہ لاطینی
و یونانی لوڑ ہستور ہنت بزال زانگ ہنت، ڈرک جنگ
و سرپد بوگت ہنت“

(زانٹ دوست: ۱۹۸۱ء: ۳)

آزاد جمالدینی نہ صرف غیر افسانوی ادب کو اپنی رسالے میں جگہ دی ہے بلکہ انہوں نے وہ بلوچی ماہنامہ کے جنوری کے شمارے میں صورت خان مری کی ”کپ ہپل“ جو ایک روڈار ہے وہ بھی شائع کی ہے۔

”ہے نیں ششمی روشنات کہ ایشان من ہے سیلہ
بند کتھ آت۔ نہ کئے من دانہ و پرات اڑکت اونہ
گوانک چیک“

(صورت خان: ۱۹۸۱، ۱۷)

رودار لکھنے کا آغاز بھی اسی ماہنامے سے شروع ہوئی ہے اور تبروں میں مٹھاخان مری کی اقبال پر تبصرہ بھی بلوچی ماہنامے میں چھپی تھی جس میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ اس کتاب کو بلوچی زبان کے نامور ادیب و محقق میر مٹھاخان مری نے مرتب کیا ہے جسے علامہ اقبال سد سالہ جشن ولادت کی جانب سے شائع کیا گیا ہے۔ (۱۹۷۹، ۶۳)

بلوچی نثری ادب کے فروع میں ماہنامہ بلوچی کا کردار اہم رہا ہے غیر انسانی اصناف میں سفر نامہ لکھنے کی روایت بھی یہی سے ہوئی تھی اس سلسلے میں ”قلاتِ سفر“ (۱۹۵۷) پہلا بلوچی سفر نامہ ہے جو اسی محلے میں طبع ہوئی ہے۔

(دشمنیاری، صبا: ۱۹۹۹، ۳۲۹)

اُنکے علاوہ دوسری رسائل و جرائد میں اُس، پندرہ روزہ زمانہ، کا کردار بھی اہم ہے۔ جہاں افسانے، ترجمے، تبصرے اور مضامین کثرت سے چھپے تھے۔ اوس جو امان اللہ بھگی کی سربراہی میں کوئی سے چھپی تھی اُنکے قریبی دوستوں میں حکیم بلوچ، صورت خان، کریم دشتی اور دوسرے ساتھیوں نے مل کر اوس پر کام کیا اور انکا یہی انتاتھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ نئے نثری تجربوں کا جانا بھی علم میں اضافہ اور نشر کو آگے لے جانے کا بہترین طریقہ ہے۔

”وھدے ۱۹۶۱ء چہ حکومتِ پاکستانِ عبادُر پبلیٹی“

ڈیپارٹمنٹِ نیمگاہ میں بلوچی اُس، عnam، یک ماہتا کے

چاپ، نگنگ بیت گذراچے اے ماہتا کے وسیلہ، ایشی

ء شوئکار امان اللہ بھگی، حکیم بلوچ، صورت خان

مری، کریم دشتی بلوچی ردانک، دیما برگ، خاصیں

گا منگ زور آنٹ چونکہ اشانی گیسٹ تعلق، سیادی گوں

ردا کنی لبز انک، بیت۔ پمیشکا ایشانی دل گوش ردا کنی

تھر انی دیر وی نیمگا گیشتر بیت۔ ہے رنگ اُس

ء تاک دیماں آزمانک، رجاںک، نبستانک،

پٹ پول، شرگداری، چشائیک اے ایدگہ ردائی
 تہر چاپ ٹنگ بنت کہ پدا ہے نبشاں کانی دو گھین،
 و گشیں ردائیکیشن آزمائیں چاپ ٹنگ کنگ
 بنت۔“

(حکیم، طاہر، ۱۵۱، ۲۰۱۳، ۱۵۲)

بلوچی افسانے کی ترویج میں ماہنامہ اومان، بلوچی یا پھر اوس نے اہم کردار ادا کیا ہے، انکے علاوہ نشر کی ایک اور قسم یعنی سفر نامے کی روایت بھی بلوچی نثری ادب میں بلوچی سے ہی جنم لیتی ہے اور اس میں اب بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو نئی نثری ادب کی جتنے بھی تحریکات ہوئے ہیں سب اسی طرح کے رسائل و جرائد یا ماہناموں سے ہوئے ہیں۔ اس بات سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جدید ادب کی شروعات بھی انہی ماہناموں اور رسائل سے ہوئی تھی۔ ان میں کچھ سہ ماہی رسائل بھی شامل تھے جن کا کام جدید ادب خاص نثر کو فروغ دلانا تھا۔

”چ ماہتاک بلوچی اپد ہے دور ڈگہ بازیں تاک
 ٹماہتاکے چنگیک بھار گاہ، تفتان، بامسار، رونچ، بندیگ ٹھم
 چاپ ٹنگ بنت کہ ایشانی تھا مسٹریں ارزشت ردائی
 دیگ بیت ٹاء تاکانی تاء بلوچی زبان ٹلبز انک اے اہمیں
 اڑ ٹنجوال اے ایدگہ ردائی تہر انی بابت اے بازیں نبشاں کے
 چاپ ٹنگ بیت“

(۱۵۲، ۲۰۱۳)

بلوچی ادب کے فروغ اور اس میں ایک نئے رجحان پیدا کرنے میں ”لبز انک حب“ جو مارچ ۱۹۹۰ میں پہلی بار شائع ہوئی تھی کا کردار اہم ہے۔ اس کے علاوہ جب تربت سے آساپ (اکتوبر ۱۹۹۲) میں چھپ کر سامنے آئی تو اس میں افسانے، تبصرے، تقدیم، اثر یا وغیرہ بھی شامل تھے۔ انکے علاوہ دوسری اقوام کی نثری اصناف کا ترجمہ اور طفرج

ووزراں بھی شامل تھے۔ مہاتک بلوچی واحد رسمالہ تھا جس میں کتابوں پر تبصرے، فلم آرٹ اور دوسری ادبی شے پاروں کے بارے میں معلومات فراہم کرتے تھے۔ اسکے بعد سہ ماہی چمگ (ناصر آباد ۲۰۰۰)، ذردا (گواڑا ۲۰۰۰) جب منظر عام پر آئے تو ان جرائد کے ذریعے بلوچی ادب کو بین الاقوامی ادب سے ہمکنار کرایا۔ اس لحاظ سے سہ ماہی ذردا نے پہلی بار ادبی گوشے جس میں ٹی ایس ایلیٹ، الیر کامیو کے ساتھ کریم دشتی، غنی پرواز جیسے اہم شخصیات کے گوشے شامل کئے۔ سب بار ایلیٹ کے افسانے، کامیو کے ڈرامے، ناول اور انٹرویو بھی چھپائے گئے۔

موجودہ دور میں سہ ماہی ”گدار“ بھی ”ذردا“ ہی کی طرح بلوچی جدید ادب کے فروغ کے لیئے کام کر رہا ہے۔ اس میں تقید، تبصرے، ترجمے، اور تخلیقی ادب بڑی عمدگی سے سامنے آرہے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو بلوچی ادب میں افسانوی ادب پر بہت کام ہو چکا ہے لیکن غیر افسانوی ادب پر خاطر خواہ کام نہیں ہو پایا ہے۔ غیر افسانوی ادب پر ماہناموں یا سہ ماہی رسائل میں کوئی کام نہیں ہو پایا۔ اکثر صرف افسانوں، تبصرہ، ترجموں پر زور دے رہے ہیں۔ جس طرح اردو ادب میں وزیر آغا اپنے رسائلے ”اوراق“ کی مدد سے انشائیہ پر کام کر رہے ہیں۔ بلوچی ادب کا بیشتر جان شاعری پر مذکور ہے یہاں شاعری پر بہت کام ہو چکا ہے اور ہورہا ہے۔ کسی بھی زبان کی بقا اسکی نشر سے وابسط ہے لیکن بلوچی ادب میں نشری اصناف کی ترویج میں خاطر خواہ اقدام نہیں اٹھائے گئے ہیں۔

”گو ٹنگیں دوراءِ مر چیلگیں دوراں زمین، آزمان، پر ک“

إِنْتَ، گو ٹنگیں دوراں سا ننسُ ٹنکنا لو جی، عَدْ مِنْتَگِي
عَسْكُوبَ عَبْدِی سَدِلِی گوں سکیں سُستَتِیں
رپتارے، بو تگ، عَبْزِیں کسانیں کسا سے، بو تگ۔ بلے
مر چیلگیں دور، سا ننسُ ٹنکنا لو جی، عَبْ بے کچ و کسا س
دیبر وی، عَسْکُوبَ عَبْدِی سَدِلِی گوں سکیں تیزیں رپتارے
عَبو گا، إِنْتَ۔ عَدْ نیاءِ توک، عَزْ نیں بدی سَدِلِی
آھِ گا، آنْتَ۔ یکے نیمگے سا ننسُ ٹنکنا لو جی، عَبْ بے کچ
و کسا سیں دیبر وی، عَبْرَکَت، آلم دیم پے بے کسا سیں

آرام و آسرات ء گل ء و ٿي، يا گوں پڏريں لبزاں ديمپه
 يك دنائي هشته ئورو گا انت- ئودمي نيمگء
 سامر اجيٽ، صوفيت، بنادوي پرسٽي، دهشت
 گردي، فرقه پرسٽي، نيوور لد آر ڙر، گلا بلاز ڀشن، ملڻي
 نيشعل ڪمني، آئي ايم ايف، ولد ڀيٽك ئود گه همئ ڏولين
 چيز بلا ھيس صتر جو ڙبو تگ انت، ئاءے صتر دراھيس بني
 آدم ئاءچپ و چا گرد ڪنگا انت، روچ په روش
 گلشٽر ئه مسٽر بوان انت ئچريشانى سوب ئا لم ديمپه به
 ڪساسيٽ تبايٽي و بر بادي ئه نيمسيٽي و نابودي، يا گوں پڏريں
 لبزاں ديمپه يك دنائي دوز ٿي، ئورو گا انت- بني آدم،
 زند ڻهندى قومي، ملکي ئميٽاں اٽستاني سندان آبادي
 ئuber بادي، ياهشت ئادوز ڻه، چو که مرچي نزيك
 انت، چي ٻرن بولتگ انت- بلے چرے نوكين
 جاور ئه جي ٻهال مئے گلشٽر ڪلڪار ناسير پداناد گلوش
 انت، چريشان چي ڦريل اثر زور گءنه انت”۔

(پرواز، غني: ۰۶۳۵۹، ۲۰۱۳)

غني پرواز صاحب کي با توں کا خلاصہ کچھ اس طرح کي جاسکتا ہے کہ جو قوم اپنی معاشرتی و معاشی حالات سے نہ آشنا ہے
 تو اسکا اثر اسکے لکھنے پر بھی ہو گا اور یہ ادب کو کمزور کر دے گا۔ اگر دیکھا جائے تو ۱۹۵۰ سے لیکر ۲۰۰۰ تک بلوچي ادب
 میں بہت عمدہ افسانے، ناول لکھے گئے ہیں۔ جدید اصناف کا نہ ہونا لکھاری پر ہے کہ وہ اپنا اظہار کس صنف میں
 بہتر انداز میں کر سکتا ہے۔

ماہناموں اور سائل اس لئے بھی ضروری ہیں کہ ان میں نئی رجحان سامنے آتے ہیں نئے لکھنے والوں کو موقع ملتے۔ نئے تجربات و محسوسات نئے اصناف میں اظہاری صورت پذیر ہوتے ہیں۔ اگر غیر افسانوی ادب میں بلوچی زبان ترقی نہیں کر پائی ہے تو اسکا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ وہ انکے بارے میں بے خبر ہیں بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اس صنف میں اپنا اظہار نہیں کر پائے ہو گئیں کیونکہ اظہار کا تعلق لکھاری کے احساسات پر ہے کہ وہ کس صنف میں اپنا اظہار آسانی سے کر پاتا ہے۔

محاصل:

بلوچی ادب کی ترقی میں جس طرح سو شل میڈیا کا کردار رہا ہے اس سے بڑھ کر ماہناموں اور رسائل کا بھی اتنا ہی دخل رہا ہے جس طرح قدیم شاعری سینہ درسینہ ہم تک پہنچی ہے اسی طرح قدیم نثر بھی ہمارے بزرگوں کی وجہ سے ہم تک پہنچی ہیں۔ لیکن جدید ادب کی اگربات کی جائے تو اس میں سب سے بڑا کردار ماہنامہ ”اومن“ کا رہا ہے اسکے بعد بلوچی، اولس، بامسار، روچ، تفتان، وغیرہ نے جدید ادب کو اور اسکے اصناف کو ترقی دینے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ اس مضمون میں جدید ادب کی ترقی میں ماہناموں اور رسائل کے کردار سے آگاہی کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ آنے والی پڑھی بھی اس کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اسے آگے بڑھائیں۔

ریفرنس:

- ۱- حاشی، سید، ۱۹۸۲، بلوچی زبان و ادب کی تاریخ (ایک جائزہ) سید ہاشمی اکیڈمی کراچی
- ۲- محمد حسن تاج، ۱۹۸۹، (گلدار گروک صبادشتیاری، ح محمد طاہر) تاکنذ، باسمار
- ۳- طاپر، محمد خان، ۲۰۱۵، آزمانک، بلوچی آزمانک، راجد پتر، بلوچی آزمانک، روشنہ بندر، روز فراز، بلوچستان
- ۴- حکیم طاہر، ۲۰۱۳، بلوچی ردانک، نوکیں سفر، بلوچی لہز انگی دیوان کوئٹہ اکیڈمی تربت
- ۵- ایضاً
- ۶- زانت دوست، ۱۹۸۱، کالم،
- ۷- صورت خان، ماہتاک بلوچی، جنوری، ۱۹۸۱، کپ ۳۱ (چم دیست)
- ۸- ماہتاک بلوچی، جولائی ۱۹۷۹
- ۹- دشتياري، صبا، بلوچي زبان، لہز انک اولی جلد، ۱۹۹۹
- ۱۰- حکیم طاہر، ۲۰۱۳، بلوچی ردانک، نوکیں سفر، بلوچی لہز انگی دیوان کوئٹہ
- ۱۱- ای ضا
- ۱۲- پرواز غنی، ۲۰۱۳، نوکیں راه، بلوچی اکیڈمی کوئٹہ